

## از عدالت الاعظمیٰ

پرووت کمار متر

بنام

کمشنر انکم ٹیکس، مغربی بنگال

(ایس۔ کے۔ داس، ایم ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

انکم ٹیکس۔ حصص یافتگان کے ذریعے منافع کے حق کی تفویض۔ ایسے حصص یافتگان کے ٹیکس کی ذمہ داری۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11 آف 1922)، دفعات 16(1)(سی)، 16(3)۔

اپیل کنندہ جو ایک کمپنی کے 500 حصص کا رجسٹرڈ ہولڈر تھا، نے 19 جنوری 1953 کو ایک دستاویز پر عمل درآمد کیا، جس کے ذریعے اس نے اپنی بیوی کو تمام منافع اور رقم کا حق، لقب اور سود تفویض کیا جو اس کی فطری زندگی کی مدت کے لیے ان حصص کے حوالے سے اعلان کیا جا سکتا ہے یا واجب الادا ہو سکتا ہے۔ 31 مارچ 1953 کو ختم ہونے والے اکاؤنٹنگ سال کے دوران، حصص پر اعلان کردہ منافع 12,000 روپے تھا، اور تشخیص سال 1953-54 کے لیے اپیل کنندہ کا اندازہ لگانے میں انکم ٹیکس افسر نے ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 16(3)(1)(c) اور دفعہ 16(3) کے تحت اپنی آمدنی میں مذکورہ رقم شامل کی۔ اپیل کنندہ نے دعویٰ کیا کہ چونکہ تصفیہ اس کی بیوی کی زندگی کے لیے تھا، اس لیے دفعہ 16(1)(سی) کی تیسری شق لاگو ہوئی اور اس کی بیوی کو جو منافع ملا اسے دفعہ 16(1)(سی) کے تحت اس کی آمدنی نہیں سمجھا جا سکتا، اور یہ دفعہ 16(3) لاگو نہیں تھی کیونکہ اس کی بیوی کو حصص کی منتقلی نہیں ہوئی تھی۔

یہ مانا گیا کہ اس کی اصل تعمیر پر 19 جنوری 1953 کا معاہدہ اپیل گزار کی کسی موجودہ جائیداد یعنی اس کے پاس موجود حصص کی منتقلی نہیں تھی، بلکہ صرف مستقبل میں ہر منافع اور رقم کو منتقل کرنے یا اس کے حوالے کرنے کا معاہدہ تھا جس کا اعلان کیا جاسکتا ہے یا واجب الادا ہو سکتا ہے اور حصص کے سلسلے میں یا اس کی بیوی کو اس کی زندگی کے دوران ادا کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ کمپنی صرف رجسٹرڈ شیئر ہولڈر کو یا اس کے احکامات کے تحت ڈیویڈنڈ ادا کر سکتی تھی، اس لیے آمدنی اپیل کنندہ کو جمع ہوتی رہی حالانکہ بعد میں معاہدے کی شرائط کے تحت بیوی کو ادائیگی کے لیے درخواست کی گئی۔ اس لیے آمدنی کا تعین اپیل کنندہ کے ہاتھوں میں قابل تشخیص تھا۔

ہاورہ ٹریڈنگ کو۔ لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس، کلکتہ، (1959) ضمنی 2 ایس سی آر 448، پراختصار کیا۔

بچا ایف گزدار بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، بمبئی، (1955) 1 ایس سی آر 876، لاگو نہیں ہوا۔

بیجوئے سنگھ دھودھوریا بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، (1933) ایل آر 60 آئی اے 196، ممتاز۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار : 1959 کی سول اپیل نمبر 366۔

انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 9 آف 1955 میں کلکتہ ہائی کورٹ کے 18 ستمبر 1958 کے فیصلے اور حکم سے

اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس متر اور ایس این مکھرجی۔

کے۔ این۔ راجا گوپالا ساستری اور ڈی۔ گپتا، جواب دہندہ کے لیے۔

8 دسمبر 1960۔ عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس ایس کے داس — یہ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 66 اے (2) کے تحت کلکتہ ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی فٹنس ٹیٹوفیکیشن پر اپیل ہے۔ ٹیکس دہندہ، پروواٹ کمار متر، ہمارے سامنے اپیل کنندہ ہے۔ وہ کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ کے 500 عام حصص کے رجسٹرڈ ہولڈر تھے۔ 19 جنوری 1953 کے ایک تحریری دستاویز کے ذریعے، انہوں نے اپنی اہلیہ اینا مٹر کو ان تمام منافع اور رقم کا حق، لقب اور سود تفویض کیا جو ان حصص کے حساب سے یا ان کی فطری زندگی کی مدت کے سلسلے میں اعلان کیا جاسکتا ہے یا واجب الادا ہو سکتا ہے۔ ہم یہاں آلہ کا مادی حصہ پڑھ سکتے ہیں:

"یہ دستاویز گواہی دیتا ہے کہ مذکورہ خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اور مستفید کے لیے آباد کار کی فطری محبت اور پیار کو مد نظر رکھتے ہوئے آباد کار فائدہ مند مالک کے طور پر مستفید کو ہر وہ منافع اور رقم کا حق، لقب اور سود تفویض کرتا ہے جو مذکورہ حصص کی وجہ سے یا اس کے سلسلے میں اعلان کیا جاسکتا ہے یا واجب الادا ہو سکتا ہے اور قابل ادائیگی ہو سکتا ہے (جو اس کی قیمت یا قیمت نہیں ہے) اور اس طرح فائدہ اٹھانے والے کے ساتھ مزید رابطہ کار مستفید کو کسی بھی منافع وارنٹ یا حق کی کسی دوسری دستاویز کو اس طرح کے منافع یا رقم کے حوالے کرنے اور/یا توثیق کرنے کے لیے مذکورہ کمپنی کو ہدایت کریں کہ وہ مستفید کو اس طرح کا کوئی منافع یا اس طرح کی رقم ادا کرے۔

اور اس سے اتفاق کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ فائدہ اٹھانے والا ہر اس منافع اور رقم کا حقدار رہے گا جو وہ اپنی فطری زندگی کی مدت کے دوران مذکورہ حصص کی وجہ سے حاصل کر سکتی ہے اور یا مذکورہ مدت کے دوران اس سے کوئی فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اوپر بیان کردہ شرائط کے تحت حصص خود ٹیکس دہندہ کی ملکیت رہے، اور یہ صرف اس سے پیدا ہونے والی آمدنی تھی جسے اس کی بیوی کو ملنے یا تفویض کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ 31 مارچ 1953 کو ختم ہونے والے اکاؤنٹنگ سال کے دوران، حصص پر اعلان کردہ منافع 12,000 روپے تھا۔ تشخیص کے سال 1953-54 کے لیے ٹیکس دہندہ کا اندازہ لگانے میں انکم ٹیکس افسر نے ایکٹ کی دفعہ 16(1)(c) اور دفعہ 16(3) کی دفعات کے تحت اپنی آمدنی میں 12,000 روپے کی مذکورہ رقم شامل کی، جیسا کہ اس نے اپنے تشخیص کے حکم میں کہا تھا۔ ٹیکس دہندہ کی دلیل یہ تھی کہ چونکہ تصفیہ اس کی بیوی کی زندگی کے لیے تھا، اس لیے دفعہ 16(1)(سی) کی تیسری شق لاگو ہوتی ہے اور اس کی بیوی کو جو منافع ملتا ہے اسے دفعہ 16(1)(سی) کے تحت اس کی آمدنی نہیں سمجھا جاسکتا۔ قانون کی دفعہ 16(3) کے حوالے سے ٹیکس دہندہ نے دعویٰ کیا کہ اس کا اطلاق نہیں ہوتا، کیونکہ اس کی بیوی کو حصص کی منتقلی نہیں ہوئی

تھی۔ اس کے مطابق، ٹیکس دہندہ نے اپیلٹ اسٹنٹ کمشنر سے اپیل کی۔ اس اتھارٹی سے پہلے محکمہ کی جانب سے کچھ غیر معمولی تنازعہ پیش کیا گیا تھا، یعنی۔ ، کہ دفعہ 16(1)(سی) کی تیسری شق کو اس لیے نظر انداز کیا جائے کیونکہ یہ دفعہ 16(1)(سی) میں موجود اہم دفعات اور ایکٹ کی عمومی اسکیم کے منافی تھی۔ محکمہ کی جانب سے زور دی گئی ایک اور دلیل یہ تھی کہ چونکہ حصص ٹیکس دہندہ کے نام پر کھڑے رہے اور منافع کا اعلان اس کے نام پر کیا گیا تھا، اس لیے فائدہ اٹھانے والے کو منافع کی منتقلی صرف منافع بخش آمدنی مخالف کی درخواست تھی، اس لیے ٹیکس دہندہ اپنی آمدنی کے حصے کے طور پر اس پر ٹیکس لگانے سے چھوٹ کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔ اپیلٹ اسٹنٹ کمشنر نے مذکورہ بالا دونوں دلائل کو قبول کر لیا اور اپیل کو مسترد کر دیا۔

انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں مزید اپیل میں، ٹیکس دہندہ نے ایک بار پھر ایکٹ کی دفعہ 16(1)(سی) کے تیسرے التزام پر انحصار کیا اور محکمہ جاتی نمائندے نے انہی دو تنازعات کے ساتھ ایک نئے تنازعہ پر زور دیا کہ جس دستاویز کے ذریعے ڈیویڈنڈ منتقل کیا گیا تھا وہ مکمل طور پر غلط تھا کیونکہ یہ ایک غیر رجسٹرڈ انسٹرومنٹ تھا اور اس لیے اس کے ذریعے ڈیویڈنڈ آمدنی کی کوئی درست منتقلی نہیں کی گئی تھی۔ ٹریبونل نے محکمہ کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ تیسرا التزام دفعہ 16(1)(سی) یا ایکٹ کی اسکیم کی اہم دفعات سے متصادم تھا۔ جہاں تک دوسری دلیل کا تعلق ہے کہ منافع کی آمدنی کی منتقلی محض ٹیکس دہندہ کی طرف سے اس کے جمع ہونے کے بعد اس کی درخواست تھی، ٹریبونل نے بظاہر کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ تاہم، اس نے محکمہ کی تیسری دلیل کو عملی جامہ پہنایا، یعنی کہ یہ دستاویز ایک غیر رجسٹرڈ آلہ ہونے کے ناطے ٹیکس دہندہ کی بیوی کے حق میں منافع کی آمدنی کی درست منتقلی کے طور پر کام نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد ٹیکس دہندہ اور کمشنر دونوں نے ٹریبونل سے درخواست کی کہ وہ ان سوالات کو ہائی کورٹ کے حوالے کریں جن کا بالترتیب ان کے لیے منفی فیصلہ کیا گیا تھا۔ ٹریبونل نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور تین سوالات ہائی کورٹ کو ارسال کر دیے، دو کمشنر کے کہنے پر اور ایک ٹیکس دہندہ کے کہنے پر۔ جن سوالات کا حوالہ دیا گیا وہ مندرجہ ذیل تھے:

"(1) کیا 19 جنوری 1953 کا معاہدہ، جس میں صرف فطری محبت اور پیار کی وجہ سے حاصل

ہونے والے منافع کو تفویض کیا گیا ہے، کا عدم ہے کیونکہ یہ رجسٹرڈ نہیں ہے؟

(2) کیا دفعہ 16(1)(سی) کی تیسری شق مرکزی شق 16(1)(سی) اور ایکٹ کی عمومی اسکیم

کے منافی ہے، اور اسے نافذ نہیں کیا جانا چاہیے؟

(3) کیا، حقائق پر اور کیس کے حالات میں، ٹیکس دہندہ کی بیوی اینا مٹر کو ڈیویڈنڈ آمدنی کی ادائیگی،

جو 19 جنوری 1953 کے تفویض کے دستاویز میں معاہدہ تلاش کرتی ہے، محض ٹیکس دہندہ کی آمدنی کے

اطلاق کا معاملہ تھا؟

"ہائی کورٹ نے ٹیکس دہندہ کے حق میں پہلے دو سوالوں کا جواب دیا۔ تاہم اس نے تیسرے سوال کا جواب ٹیکس دہندہ کے خلاف اور محکمہ کے حق میں دیا۔ ہائی کورٹ نے تیسرے سوال پر اپنے نتیجے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا:

"..... نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ آباد کار کی طرف سے صرف ایک رضا کارانہ عہد ہونا چاہیے کہ وہ بیوی کو موصول ہونے والے منافع کی ادائیگی کرے یا کمپنی کو انہیں ادا کرنے کی ہدایت کرے اور آمدنی کو شروع سے ہی بیوی کی آمدنی نہ بنایا گیا ہو، تصفیہ جو فراہم کرتا ہے وہ صرف آمدنی کا اطلاق ہے اور اس لیے آمدنی کا تعین آباد کار کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اس بات سے قطع نظر کہ بیوی بھی اس کی رسیدوں پر قابل قدر ہے یا نہیں۔ یہ مقدمہ دفعہ 16 (1) (سی) کی مرکزی شق سے باہر ہے اور اس لیے اس دفعہ کی تیسری شق بھی متعلقہ نہیں ہے۔

ہمارے سامنے اپیل تیسرے سوال پر ہائی کورٹ کی طرف سے دیئے گئے جواب کی درستگی یا بصورت دیگر کے سوال تک محدود ہے۔ پہلے دو سوالات کا جواب ایسی سی کے حق میں دیا گیا ہے اور محکمہ نے ان کے حوالے سے کوئی اپیل دائر نہیں کی ہے، ہمیں ان سوالات پر ہائی کورٹ کی طرف سے دیئے گئے جوابات کی درستگی یا بصورت دیگر سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم ان جوابات کے حوالے سے کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے ہیں۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ ہائی کورٹ کو تیسرے سوال کا جواب نہیں دینا چاہیے تھا، کیونکہ یہ ٹریبونل کے حکم سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ دلیل یہ ہے کہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 کے تحت ٹریبونل اپنے حکم سے پیدا ہونے والے قانون کے کسی بھی سوال کا حوالہ ہائی کورٹ کو دے سکتا ہے، لیکن یہ ٹریبونل کے لیے کسی ایسے سوال کا حوالہ دینے کے لیے کھلا نہیں تھا جو اس طرح پیدا نہ ہو۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں کہ یہ سوال ٹریبونل کے حکم سے پیدا نہیں ہوا۔ درحقیقت، یہ سچ ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ٹریبونل نے اس سوال پر اپنا مخصوص نتیجہ بیان نہیں کیا؛ لیکن دفعہ 66 کے تحت ٹریبونل کی طرف سے تیار کردہ مقدمے کے بیان میں کہا گیا ہے کہ اگرچہ کوئی مخصوص نتیجہ نہیں دیا گیا تھا، لیکن یہ سوال محکمہ کی طرف سے اٹھایا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ کیا گیا تھا۔ حوالہ کے لیے ٹریبونل کو اپنی درخواست میں، موجودہ مدعا علیہ نے خاص طور پر اس سوال کا ذکر کیا کیونکہ کسی نے اس کے خلاف منفی فیصلہ کیا اور اگرچہ اپیل کنندہ نے پیش کیا کہ سوال پیدا نہیں ہوا، ٹریبونل نے قرار دیا کہ سوال اس کے حکم سے پیدا ہوا ہے۔ ایسا لگتا

ہے کہ ٹریبونل کی طرف سے تین سوالات پر کیے گئے حوالہ پر ہائی کورٹ میں کوئی اعتراض نہیں لیا گیا ہے جس میں وہ بھی شامل ہے جو اب ہمارے سامنے زیر غور ہے۔ ان حالات میں اپیل کنندہ کے لیے اب یہ دعویٰ کرنا کھلا نہیں ہے کہ یہ سوال ٹریبونل کے حکم سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لیے ہمیں اس تنازعہ کو ختم کرنا چاہیے۔

اب، جہاں تک اپیل گزار کے ہائی کورٹ کے ذریعے دیے گئے جواب کی درستگی کا تعلق ہے، وکیل نے دلیل دی ہے کہ ہائی کورٹ نے 19 جنوری 1953 کے دستاویز کی صحیح تشریح نہیں کی، اور مناسب تعمیر پر، ہائی کورٹ کو یہ فیصلہ دینا چاہیے تھا کہ موجودہ جائیداد کا حق بیوی کے حق میں تفویض کیا گیا تھا۔ معروف وکیل نے پیش کیا ہے کہ کلکتہ ایجنسی لمیٹڈ کے 500 عام حصص کے رجسٹرڈ ہولڈر کے طور پر ٹیکس دہندہ کے پاس کمپنی میں حقوق کا ایک بنڈل تھا: (1) ووٹ دینے کا حق؛ (2) کمپنی کی تحلیل یا لیکویڈیشن پر اثاثوں کی تقسیم میں حصہ لینے کا حق؛ اور (3) منافع میں حصہ لینے کا حق، مثال کے طور پر، منافع جس کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مذکورہ تیسرا حق ٹیکس دہندہ کی طرف سے بیوی کو تفویض کیا گیا تھا، اور یہ کہ ہائی کورٹ نے مذکورہ تفویض کو نظر انداز کیا جبکہ اس نے دوسرے معاہدوں کی توثیق یا ڈیویڈنڈ وارنٹ وغیرہ کے حوالے کرنے پر زور دیا۔ اپنی دلیل کی حمایت میں ماہر وکیل نے باچا ایف گزار بمقابلہ انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی میں صفحہ 883 پر اس عدالت کے کچھ مشاہدات پر انحصار کیا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں فیصلہ کرنے کے لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا چائے اگانے اور بنانے والی کمپنی کی طرف سے اعلان کردہ منافع انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 2 (1) کے معنی میں زرعی آمدنی تھی اور اس لیے مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 4 (3) (viii) کے تحت آمدنی سے مستثنیٰ ہے۔ یہ قرار دیا گیا کہ شیئر ہولڈر کا ڈیویڈنڈ کمپنی اور شیئر ہولڈر کے درمیان معاہدے کے تعلقات سے پیدا ہونے والے کمپنی کے منافع میں حصہ لینے کے اس کے حق کا نتیجہ ہے، اور جن مشاہدات پر اسکا لرنر نے انحصار کیا ہے ان کا اثر یہ تھا کہ "منافع میں حصہ لینے کا حق کمپنی کے کسی بھی اعلیٰ سے آزادانہ طور پر موجود ہے جس میں صرف اتنا فرق ہے کہ منافع سے لطف اندوز ہونے کو اس وقت تک ملتوی کر دیا جاتا ہے جب تک کہ منافع کا اعلان نہیں کیا جاتا ہے۔"

ہم نہیں سمجھتے کہ ان مشاہدات سے اپیل گزار کو ہمارے سامنے موجود سوال کے حل میں کوئی مدد ملے گی، جو حقیقت میں 19 جنوری 1953 کے دستاویز کی تعمیر میں سے ایک ہے۔ جائیداد کی منتقلی نہ صرف حال میں بلکہ مستقبل میں بھی ہو سکتی ہے؛ لیکن جائیداد کا وجود ہونا ضروری ہے۔ ہمارے لیے یہ واضح ہے کہ 19 جنوری 1953 کا دستاویز، ٹیکس دہندہ کی کسی بھی موجودہ جائیداد کی منتقلی نہیں تھی۔

یہ اپنی حقیقی نوعیت میں ایک معاہدہ تھا کہ مستقبل میں ہر ڈیویڈنڈ اور رقم جو کہ اعلان کیا جاسکتا ہے یا واجب الادا ہو سکتی ہے اور اس کے حساب سے یا ٹیکس دہندہ کے پاس موجود حصص کے سلسلے میں اس کی بیوی کو اس کے اپنے وقت کے دوران ادا کی جاسکتی ہے؛ دوسرے معاہدے ذیلی نوعیت کے ہوتے ہیں اور معاہدے کے اس بنیادی مقصد کو پورا کرتے ہیں۔ ٹیکس دہندہ نے حصص تفویض نہیں کیے اور اس لیے کمپنی کے منافع میں حصہ لینے کا حق برقرار رکھا؛ اس نے اس حق سے حصہ نہیں لیا۔ معاہدہ جس چیز کے لیے فراہم کیا گیا تھا وہ محض یہ تھا: فائدہ اٹھانے والے کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ ٹیکس دہندہ سے ہر منافع اور دیگر رقم وصول کرے جو حصص کے سلسلے میں اعلان یا واجب الادا اور قابل ادائیگی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ دستاویز کی حقیقی تعمیر ہے، تو ہمارے لیے یہ واضح ہے کہ ہائی کورٹ کی طرف سے اس کے حوالے کردہ سوال کا دیا گیا جواب درست ہے۔ ہائی کورٹ نے صحیح طور پر نشاندہی کی کہ ڈیویڈنڈ ادا کرنے والی کمپنی اسے صرف رجسٹرڈ شیئر ہولڈر کو یا اس کے احکامات کے تحت ادا کر سکتی ہے (دیکھیں ہاورہ ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ v. کمشنر انکم ٹیکس، سنٹرل، کلکتہ)؛ لہذا، انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 16(1) (سی) کو راغب نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کی تیسری شق، اور آمدنی ٹیکس دہندہ کو جمع ہوتی رہی لیکن اس کے بعد معاہدے کی شرائط کے تحت اس کی بیوی کو ادا کر دی گئی۔ اس لیے آمدنی کا تخمینہ ٹیکس دہندہ کے ہاتھ میں تھا، کیونکہ یہ اس کی آمدنی کا حصہ تھی حالانکہ بعد میں معاہدہ کی شرائط کے تحت بیوی کو ادائیگی کے لیے اس کا اطلاق ہوتا تھا۔

معاملے کے اس تناظر میں، مزید سوال کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا اس نوعیت کا کوئی معاہدہ صرف مستقبل میں انجام دیے جانے والے معاہدے کے طور پر کام کرتا ہے جو جائیداد کے وجود میں آتے ہی خاص طور پر نافذ کیا جاسکتا ہے یا ایسا معاہدہ ہے جو جائیداد کو آباد کار کے حاصل کرتے ہی اس پر عائد ہو جاتا ہے۔ دونوں لحاظ سے، حصص سے ہونے والی آمدنی سب سے پہلے آباد کار کو جمع ہوگی اس سے پہلے کہ فائدہ اٹھانے والا اسے حاصل کر سکے۔ معاہدے کے باوجود اس طرح کی آمدنی بلاشبہ آباد کار کے ہاتھوں میں قابل تشخیص ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حقیقی حیثیت یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی آمدنی کا منبج الگ کر دیا ہے یا تفویض کر دیا ہے تاکہ وہ اب اس کا نہیں رہے، تو اس پر منبج کی تفویض کے بعد پیدا ہونے والی آمدنی پر ٹیکس نہیں لگایا جاسکتا، اس کے علاوہ خصوصی قانونی دفعات جیسے سیکشن 16(1) (سی) یا سیکشن 16(3) جو اسے مصنوعی طور پر تفویض کنندہ کی آمدنی سمجھتے ہیں۔

لیکن اگر ٹیکس دہندہ محض آمدنی کا اطلاق اس طرح کرتا ہے کہ وہ اس سے گزر جائے اور کسی حتمی مقصد تک جائے، حالانکہ اس نے اسے اس طرح لاگو کرنے کی قانونی ذمہ داری قبول کی ہوگی، تو یہ اس کی آمدنی ہی رہے

گی۔ موجودہ معاملے میں بالکل ایسا ہی ہوا ہے۔ ہمیں صرف یہ شامل کرنے کی ضرورت ہے کہ پریوی کونسل کی طرف سے بیجئے سنگھ دودھو ریا بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (اگر) میں مقرر کردہ اصول اس معاملے پر لاگو نہیں ہوتا ہے؛ کیونکہ یہ ٹیکس دہندہ کے ہاتھ میں آمدنی بننے سے پہلے محصولات سے رقم مختص کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ جمع ہونے والی آمدنی سے پہلے اس کی منتقلی میں آسانی نہیں ہے بلکہ اس کے جمع ہونے کے بعد آمدنی کا اطلاق ہے۔ اس لیے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہائی کورٹ نے اس کے حوالے کردہ سوال کا درست جواب دیا۔ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسٹر دکر دی جاتی ہے۔

اپیل مسٹر دکر دی گئی۔